اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بڑی بڑی حکمتیں مخفی ہیں

(فرمودہ ۱۷- دسمبر ۱۹۱۵ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:-

مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ- اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ- كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ [1]

اور پھر فرمایا-

کوئی عقل مند انسان کبھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ ایسا کام کرے جس کی کوئی غرض اور مدعا نہ ہو- اور نہ وہ یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی ایسا فعل جس کی طرف کوئی غرض اور غایت نہ ہو اس کی طرف منسوب کیا جائے- انسان جس قدر عقل میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے، اسی قدر ہر فعل میں زیادہ غور و فکر کرتا ہے- اور اس میں کوئی ایک غرض مد نظر رکھ کر اپنی منشاء اور ارادے سے غور کرتا ہے- خواہ تعلیم کو حاصل کرے، خواہ ملازمت یا کوئی اور پیشہ کرے- خواہ دوست بنائے خواہ دشمن، شادی کرے یا کوئی اور کام ایسا انسان جن کے دل میں کوئی غرض نہ ہو اور اس کا ہرایک کام بلا غرض ہو اسے پاگل کہا کرتے ہیں- وہ شخص جو دن اور رات بلاغرض ومدّعا پھرتا رہے، اسے سب پاگل کہتے ہیں- مگر چوکیدار جو کہ تنخواہ بھی لیتا اور لوگوں کی حفاظت کیلئے پھرتا بھی ہے اسے کوئی پاگل نہیں کہتا- پھرنے میں تو دونوں برابر ہیں- مگر

چوکیدار ملازم ہو کر تنخواہ کیلئے پھرتا ہے' اس کا نام تو دیانتدار رکھا جاتا ہے مگر بِلا غرض ومدعا پھرنے والا مجنون سمجھا جاتا ہے۔ اوراسی کام کے کرنے سے وہ پاگل کہلاتا ہے۔

ایک کاپی نویس جو اپنے کام کی اُجرت لے کر دن بھر لکھتا رہتا ہے اور ایک مزدور جو صبح سے شام تک مزدوری لے کر ادھر سے ادھر مٹی پھینکتا رہتا ہے اسے پاگل نہیں کہتے۔ مگر وہ جو بِلا مزدوری لئے مٹی کو ادھر سے ادھر اٹھا اٹھا کر پھینکتا ہے اسے سب پاگل کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مزدور کے کام کرنے میں ایک فائدہ اور غرض مدّنظر ہے۔ مگر اس کے بالمقابل پاگل شخص کے کام کرنے میں کوئی فائدہ اور غرض نہیں۔ ایک محرّر کو اس کی تحریر کی وجہ سے محنتی اور ہوشیار کہیں گے۔ مگر سارا دن بِلا غرض و بلا فائدہ لکھنے والے کو سب پاگل ہی کہیں گے۔ ایسے ہی بلا وجہ زیادہ باتیں کرنے والے کو بھی پاگل ہی کہتے ہیں۔ مگر وہ لیکچرار جو صبح سے شام تک ایک پُر مطالب اور پُر مقصد اور پُر مغز لیکچر دیتا ہے اسے کوئی پاگل نہیں کہتا۔ مَیں نے ایک جگہ پڑھا ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ میں بعض لوگ ۲۴ گھنٹے تک تقریر کرتے رہتے ہیں۔ پھر ان دونوں تقریر کرنے والوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ایک شخص کی پُر مقاصد تقریر تو سینکڑوں اخباروں میں شائع کی جاتی ہے۔ اور اس سے ہزاروں فائدے مرتّب ہوتے ہیں مگر بِلا فائدہ اور بِلا غرض سارا دن تقریر کرنے والے کو پاگل ہی کہا جاتا ہے۔ غرض اگر کوئی کسی مدّعا اور مقصد کو مدّنظر رکھ کر کسی دینی یا دنیاوی خدمت کو سرانجام دے گا تو اسی کو خادم اور محنت کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ اور اس کے مقابل اگر کوئی شخص بغیر کسی غرض کے کوئی کام کرتا ہے تو وہ پاگل کہلاتا ہے۔ جب ایک فہیم انسان کسی ایسے کام کو جو بلا غرض ہو نہ خود کرتا ہے اور نہ اس کی طرف منسوب کئے جانے کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ خدا جو حکیم اور خبیر ہے۔ اس نے یہ سورج چاند ستارے بِلا کسی غرض اور مدّعا کے پیدا کردیئے ہیں؟ یہ چیزیں اس نے کیوں پَیدا کیں۔ انسان کو آنکھ' کان' زبان' دل اور دماغ کیوں دیئے؟ یہ قوتیں کیوں دیں؟ لوگ اسے سمجھتے نہیں بلکہ اس طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔

پس وہ اپنا کام یہی سمجھتے ہیں کہ دنیا میں آئے کھایا پیا اور چل دیئے اپنے افعال پر تو غور کرتے ہیں۔ مگر خدا کے افعال پر غور و تدبر بلکہ توجہ بھی نہیں کرتے جب تم خود ایسا لغو کام اپنی ذات کیلئے پسند نہیں کرتے تو خدا کی ذات کیلئے کیوں ایسی بات پسند کرتے ہو۔ اس آیت کریمہ میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ خداتعالیٰ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

کیا ہم نے زمین و آسمان یونہی پیدا کردیئے تھے- اور ان کی غرض و غایت نہ تھی- نہیں- بلکہ اس کے ہر کام میں بڑی بڑی حکمتیں مخفی ہیں جنہیں ہر ایک نہیں سمجھ سکتا- اس کی حکمت کو نہ سمجھنے سے ہی دنیا میں بہت سے مذاہب قائم ہوتے ہیں جو خدا کے دین کے بہت دور جاپڑتے ہیں- اور یہ کفار کا گمان ہے- کیونکہ وہ بھی ان کاموں کو یونہی لغو سمجھتے ہیں وہ ان پر غور نہیں کرتے- فرمایا اگر وہ غور نہیں کریں گے تو ہم ان کو ہلاک اور تباہ کردیں گے- اور ان کا نام دنیا سے مٹادیں گے- پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ ہمارا عقیدہ اور ان کا عقیدہ برابر ہے- وہ لوگ تو بڑی سزا کے مستحق ہیں- کیا یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ خدا کے احکام کو ماننے والے اور نہ ماننے والے برابر ہوں؟ اگر یہ دونوں مساوی ہی ہوئے تو پھر ان اشیاء کا پیدا کرنا بالکل لغو اور فضول ٹھہرتا- یہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ ایک مومن اور ایک کافر دونوں برابر ہوسکیں- ایک تو خدا سے تعلق رکھنے والے ہیں اور ایک اس سے تعلق کو کاٹنے والے- پس جو لوگ اس غرض و غایت کو نہیں سمجھتے اور امتیاز نہیں کرسکتے وہی تو کافر ہیں لیکن بعض کافر اس بات کے مدّعی ہیں کہ ہم خداتعالیٰ کے کاموں پر غور و تدبّر کرتے ہیں مگر درحقیقت وہ اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ ہم غور اور تدبّر نہیں کرتے-

پس جب انہوں نے اپنے حال سے اس بات کا ثبوت دے دیا تو گویا انہوں نے خدا کی ان پیدا کردہ اشیاء کو ایک فضول اور لغو کام خیال کیا- مسلمانوں میں بھی اس قسم کے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے اور ہر ایک چیز کی کوئی غرض اور فائدہ ہے مگر جب جھوٹ بولتے زنا کرتے- شراب پیتے اور قتل کرتے ہیں تو وہ اپنے اعمال اور افعال سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ خدا کا ہر کام لغو اور فضول ہے- ایسے ہی احمدیوں میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو صداقتوں کے مدعی تو ہیں اپنے آپ کو ایک امام کا متبع سمجھتے ہیں مگر انہیں جھوٹ بولنے اور افتراء باندھے سے ذرا دریغ نہیں ہوتا اور نہ وہ خدا کا خوف کرتے ہیں- چنانچہ ابھی چند دنوں کا ذکر ہے کہ ان میں سے ایک شخص نے یہ لکھ دیا کہ فلاں شخص نے مباہلہ کیلئے کہا تھا اور چیلنج دیا تھا مگر تم نے قبول نہیں کیا- حالانکہ نہ کسی نے ہمیں کوئی چیلنج دیا اور نہ کسی نے مباہلہ کیلئے کہا اور جن کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے مباہلہ کیلئے چیلنج دیا' ان کے خطوط ہمارے پاس آگئے ہیں کہ ہم نے کوئی مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا- پھر عبدالحئی کی وفات پر ایسے ایسے جھوٹ لکھے ہیں کہ حیرت اور تعجب ہوتا ہے ان لوگوں کو خداتعالیٰ پر ایمان

اور یقین بھی ہے یا نہیں- ذرا بھی خدا تعالیٰ سے خوف نہیں کرتے- کیا غیور خدا ان کے سر پر نہیں؟ اور ضرور ہے- وہ دن آتے ہیں کہ خدا کی غیرت اپنا نمونہ دکھائے گی اور انہیں ان کے جھوٹوں اور بُہتانوں کی سزا چکھائے گی- پھر ہر دوست اور دشمن دیکھ لے گا کہ خدا کا ہاتھ کن کے ساتھ ہے- یہ لوگ اپنی غرض کو پورا کرنے کیلئے ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ تعجب ہوتا ہے- قادیان میں بھی بعض منافق طبع لوگ ہیں جو بظاہر بڑا اخلاص اور محبت ظاہر کرتے ہیں مگر ان کے تعلقات اور خط وکتابت اِن لوگوں سے اب تک جاری ہے وہ بھی اپنے آپ کو احمدی ہی کہتے ہیں- ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے لغو اور فضول سمجھتے ہیں اس لئے وہ خدا تعالیٰ سے کسی فائدہ کی امید نہ رکھیں- خدا تعالیٰ نے مجھے بعض منافقوں کی شکلیں اندھیرے میں دکھائی ہیں- وہ منافق طبع لوگ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اگر ہم حق پر ہیں اور یقیناً حق پر ہیں تو خود کیا' اگر ان کے ساتھ بادشاہ بھی مل جائیں اور ہمارا کچھ بگاڑنا چاہیں تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے- بھلا منافق ڈرپوک ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟؟

درحقیقت ایسے لوگ اپنی تباہی کیلئے خود ہی سامان مہیا کررہے ہیں اور وہ خود اپنے آپ کو تباہ اور برباد کرتے ہیں اور اس کے مقابل خدا تعالیٰ کے ملائکہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے- ان کو منافق بننے کی کیا ضرورت ہے اب وہ کس سے ڈرتے ہیں وہ اپنی دنیا کیلئے دین کو کیوں تباہ کررہے ہیں کیا ان کو قادیان سے باہر دنیاوی مفاد نہیں مل سکتے جب گورنمنٹ نے اس قدر آزادی دے رکھی ہے ہر جگہ امن و آرام کے ساتھ وہ ملازمت کرسکتے ہیں- ایسے لوگوں کو باہر ہر طرح کی ملازمت مل سکتی ہے- پھر وہ تھوڑے سے فائدہ کیلئے اپنے ایمان کو کیوں ضائع کرتے ہیں- عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق سے یہ لوگ منافقت میں بڑھ کر ہیں کیونکہ وہ تو اس بات سے ڈرتا تھا کہ اگر مَیں نے مسلمانوں کے خلاف کیا تو مجھ پر تلوار چل جائے گی مگر اب ان منافقوں پر کون سی تلوار ہے جو ان کو ایسے کاموں پر مجبور کررہی ہے- پس ایسے لوگ دین کو بھی ضائع کرتے ہیں اور دنیا کو بھی- ایسے لوگ درحقیقت خدا کے کاموں کو لغو سمجھتے ہیں ہم انسان ہیں ہم سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں مگر ہماری غلطیوں کو چھپانے کیلئے خدا تعالیٰ ہم پر ایسے الزام لگواتا ہے جن کو ہم نے کیا نہیں- پس ہم اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ ہماری غلطیوں کے بدلے میں ہمارا دشمن ہمیں وہ الزام دیتا ہے جن کے ہم مرتکب نہیں- لیکن وہ شخص جو بِلاوجہ اور بغیر دیکھنے غلطی کے اور ہی اعتراض کرتا اور الزام دیتا

ہے خداتعالیٰ اسے ضرور پکڑے گا کیونکہ وہ ہمیں ایساالزام دیتا ہے جس کے ہم مرتکب نہیں۔

پس یہ لوگ ایسے الزام دے کر اور بُرے اعتراض کرکے درحقیقت اپنی ہلاکت کا سامان مہیا کررہے ہیں۔ وہ شخص جو چوری نہیں کرتا اور کسی ایسے فعل کی وجہ سے جیل خانہ میں بھیج دیا جاتا ہے جو اس نے کیا نہیں اور اس کے دوست بھی جانتے ہیں کہ اس نے یہ جُرم تو نہیں کیا وہ اس پر بدظنی نہیں کرتے ایسا شخص جیل خانہ میں جانے سے خوش ہوتا ہے کہ جس جُرم کی وجہ سے مَیں جیل خانہ میں آیا ہوں وہ مَیں نے نہیں کیا۔ اور درپردہ جس غلطی کی سزا اسے مل رہی ہے وہ دشمن پر مخفی کردی گئی ہے اور ایسے فعل کو اس کی طرف منسوب کردیا ہے جو اس نے کیا نہیں مگر اس پر الزام دینے والا تو خداتعالیٰ کے نزدیک بڑا مجرم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا ایسے مفسد اور مصلح کبھی برابر ہوسکتے ہیں؟ ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ خداتعالیٰ فرماتا ہے اَفَنَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ[1] کیا ہم متقیوں اور فاجروں کو برابر کردیں گے؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ دونوں برابر ہوں ایسے لوگ کبھی خداتعالیٰ کی پکڑ سے چھوٹ نہیں سکتے وہ ضرور ایسے لوگوں کو سزا دے گا۔

خداتعالیٰ دونوں فریقوں کے ساتھ ایک ہی قسم کا معاملہ نہیں کرتا فریقِ مخالف تو اپنی تباہی کے بواعث خود ہی پَیدا کررہا ہے۔ ہر ایک وہ چیز جس کے ذریعہ سے انسان خداتعالیٰ کے راستے سے دور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں بچاوے۔ آمین۔

(الفضل ۱۸۔ اگست ۱۹۶۵ء)

---

[1] ص:۲۸تا۳۰